قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعوت و تبلیغ
نمبر ۱

بار۔ دہم
تعداد ۳۰۰۰

مسائل قربانی

عیدِ قرباں

مؤلفہ
مولانا محمد احمد تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

شعبۂ نشر و اشاعت
دار العلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)
چرچ روڈ ○ پرانی انار کلی ○ لاہور ۔۔ ۲
کامران بلاک ○ علامہ اقبال ٹاؤن ○ لاہور ۔۔ ۱۸

فون پرانی انار کلی ۳۵۳۷۲۸
ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ
مئی ۱۹۹۴ء
فون کامران بلاک ۴۴۸۰۶۰

دار العلوم الاسلامیہ

کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن
پرانی انار کلی چرچ روڈ
لاہور

۱۹۴۸ء میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے حکم سے قاری سراج احمد رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہوا۔ اسوقت سے ۱۹۸۳ء تک تجوید و قراءات اور حفظ و ناظرہ کی خدمات سرانجام دیتا رہا، امام القراء قاری عبدالمالک صاحبؒ اور قاری عبدالعزیز صاحبؒ شوقی انبالوی اور قاری افتخار احمد عثمانیؒ کی خدمات ادارے کو حاصل رہیں۔ ادارے کے فیض یافتہ الحمدللہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جدہ، ریاض، بنگلہ دیش، افریقہ اور پاکستان میں خدمات انجام دے رہے ہیں ۱۹۸۳ء سے ادارے میں تجوید و قرأت کیساتھ مکمل درس نظامی کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے ۱۹۸۷ء سے ادارے میں عصر حاضر کے مسائل کی تحقیق کیلئے ادارہ اشرف التحقیق قائم کیا گیا ہے جس کے لیے محدث کبیر مولانا ادریس کاندھلویؒ کا کتبخانہ مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی مدظلہٗ نے وقف فرمادیا ہے۔ جس میں فقیہ الملت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہٗ کی زیر نگرانی احکام القرآن . کا کام مکمل ہو چکا ہے مزید مسائل کی تحقیق کا کام جاری ہے

ادارے میں اسوقت ۶۹ افراد کا عملہ مصروف خدمت ہے کم و بیش ۴۵ طلباء کا قیام مدرسہ میں ہے جن کے طعام و قیام اور وظیفہ کے ساتھ مفت تعلیم اور طبی سہولتیں مدرسہ کے ذمے ہیں ۱۹۹۴-۹۵ء کے لئے اکتالیس لاکھ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو مسلمانوں کے صدقات واجبہ و نافلہ سے پورے ہوتے ہیں۔

مشرف علی تھانوی

مہتمم دار العلوم الاسلامیہ لاہور ۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحمَدُہٗ وَنُصَلّیِ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم ط

برادران اسلام! حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ابتلاء اور آزمائش کی بڑی بڑی کٹھن وادیوں سے گذرنا پڑا ہے اور حق وصداقت کے اس علمبردار نبی وپیمبر (علیہ السلام) نے خدا کی راہ میں جو قربانیاں پیش کی ہیں وہ قرآن پاک نے ابدآلآباد تک محفوظ کر دی ہیں۔ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جدِ امجد کے ایک ایک کارنامے کو قرآن پاک نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

خدا کی راہ میں اپنے ماں باپ، خاندان اور برادری سے قطع تعلق کیا گیا وقت کے سب سے بڑے بادشاہ نمرود سے مباحثہ ومقابلہ کرنا پڑا۔ اعلانِ حق کی پاداش میں آگ کے الاؤ میں جھونک دیئے گئے۔ وطن مالوف کو خیرباد کہہ کر اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْن کا نعرہ بلند کیا۔ ہزاروں دعاؤں اور تمناؤں کے بعد بڑھاپے میں اولاد نصیب ہوئی تو حکم خداوندی کے تحت عرب کے ریگستان میں ان کو چھوڑ دینا پڑا۔ جب بیٹا اور پہلوٹھا لڑکا جب چلنے پھرنے کے قابل ہوا اور ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکا تو خدا کے حکم سے اسے قربانی کے لئے پیش کر دیا گیا۔ باپ اور بیٹا دونوں حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر کے ذبح کرنے اور ذبح ہونے کے لئے تیار ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے جنت سے اس کے بدلے قربانی کا جانور بھیج کر ان کی جان بچائی اور باپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کی اور نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے سبب کو قائم رکھا اور یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلوص نیت اور عبدیت کاملہ ہی کی بدولت ہوا۔

غرض خدا کی راہ میں جس قسم کی قربانی پیش کی جاسکتی تھی، اللہ کے اس برگزیدہ عاد

نیک بندے نے پیش کر کے قیامت تک کے لئے مثال قائم کر دی۔

ہماری قربانیاں، ہمارے حج، ہمارے عمرے سب کے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روحانی کارناموں کی زندہ و تابندہ یادگاریں ہیں۔ حج اور عمرے میں جس قدر ارکان ادا کئے جاتے ہیں وہ سب حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ (علیہم السلام) کے افعال و اعمالِ عبودیت ہی کی تو نقل ہے۔ اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے جس جس طریق پر اپنے خدا کی اطاعت کر کے اسکی خوشنودی حاصل کی، وہ تمام افعال حج اور عمرے کے مناسک بنا دیئے گئے ہیں، قربانی بھی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی عملی یادگار ہے جو ہمیشہ سے چلی آرہی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گی دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان ہر سال اس ابراہیمی سنت کو زندہ کرتے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے دریافت فرمایا کہ یا رسُول اللہ مَا ھٰذِہٖ الْاَضَاحِیْ ، حضور! یہ قربانیاں کیا ہیں تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ (علیہ السلام) تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت اور طریقہ ہے (مسند امام احمد) ایک اور مرتبہ ارشاد فرمایا کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جس قدر بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے (مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد) ایک دفعہ ہمارے حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ تعالےٰ کے نزدیک قربانی سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے (ترمذی شریف) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عشرۂ ذی الحجہ کے ابتدائی نو دِنوں میں اگر روزے رکھے جائیں تو ہر روز کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہوتا ہے اور ہر ہر رات کی شب بیداری شبِ قدر کا حکم رکھتی ہے۔ (ترمذی)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ جو شخص قربانی کر رہا ہو وہ عشرہ ذی الحجہ میں ناخن اور بال نہ ترشوائے۔

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف)

احکامِ قربانی

۱۔ قربانی صرف اپنی طرف سے ہر اس مسلمان عاقل، بالغ اور آزاد پر واجب ہے جو اتنے مال کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ یا صدقۂ فطر واجب ہو سکتا ہو۔

۲۔ قربانی کے وجوب کے لئے زکوٰۃ کی طرح ملکیت پر سال گذرنا شرط نہیں۔

۳۔ اگر ۱۲۔ ذی الحجہ کی شام تک بھی اس قدر روپیہ ملکیت میں آگیا جس پر زکوٰۃ یا صدقۂ فطر واجب ہو سکتا ہے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

۴۔ جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ جس پر زکوٰۃ یا صدقۂ فطر واجب ہو سکے مگر اتنا ہو کہ جانور قربانی کا خرید سکتا ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ قربانی کرے۔

۵۔ نابالغ، مجنوں، غلام اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے اگر یہ خود کریں یا ان کی طرف سے کوئی اور کر دے تو بڑا اجر و ثواب ہے، البتہ اگر مسافر نے قربانی کے ایام میں کسی جگہ پندرہ روز یا اس سے زیادہ قیام کا قصد کر لیا تو اس پر قربانی واجب ہے۔

۶۔ وفات یافتہ والدین، استاذ، پیر، بزرگانِ دین، صحابہ کرام، امہات المؤمنین اور حضورؐ سرورِ کائنات کی طرف سے ایصالِ ثواب کی نیت سے اگر قربانی کر دی جائے تو کرنے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا ان بزرگوں کو ملے گا۔

۷۔ قربانی صرف اپنی ہی طرف سے واجب ہوتی ہے اور کسی کی طرف سے واجب نہیں ہوتی۔

۸۔ اگر کسی کی طرف سے واجب قربانی کرنا چاہے تو اس کی اجازت ضروری ہے اگر بغیر اسکی اجازت کے کی گئی تو اس کے ذمہ سے واجب ادا نہ ہوگا اس لئے کہ جب تک کوئی وکیل نہ بنا دے اور تقرب کی نیت نہ کرے اس کا واجب کیسے ادا ہو سکتا ہے بلکہ اگر گائے اونٹ وغیرہ میں اس کا حصہ ہو تو باقی لوگوں کی قربانی بھی ناجائز ہو جائے گی۔

۹۔ نفلی اور ایصالِ ثواب کی قربانی کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۔ نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی واجب نہیں اگر ان کی ملکیت میں مال ہو تب بھی ان پر قربانی واجب نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر نابالغ بچوں کی طرف سے قربانی کی جائے تو ان کے مال سے نہ کی جائے بلکہ ماں باپ اپنے ہی مال سے کریں۔

۱۲۔ بالغ اولاد اور بیوی اگر مالدار ہوں تو اُن پر خود اپنے مال سے قربانی کرنا واجب ہوگا اگر مال نہ رکھتے ہوں تو اُن کی طرف سے باپ یا شوہر پر واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر ان کی طرف سے بھی کر دے تو باعث اجر و ثواب ہے۔

۱۳۔ جس شخص پر قربانی واجب نہ ہو لیکن وہ قربانی کی نیّت سے جانور خرید لے تو اس جانور کی خریداری کی وجہ سے اسی جانور کی قربانی اس کے ذمہ واجب ہوگی اس لئے کہ نفلی کام شروع کرنے سے واجب ہو جاتا ہے اور اس کی تکمیل ضروری ہوتی ہے۔

۱۴۔ اگر کسی کام کے ہو جانے پر قربانی کرنے کی نذر منّت مان لی اور وہ کام ہو گیا تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا خواہ غریب ہو یا مالدار، اور نذر کی قربانی مستقل اور علیحدہ واجب ہوگی اگر مطلق قربانی کی نذر مانی ہے تو ایک چھوٹا جانور یا بڑے جانور میں سے ایک حصّہ واجب ہوگا۔ البتہ اگر اونٹ یا گائے کی نذر مانی ہو تو وہ بھی کر سکتا ہے اور اس کے بدلے میں سات بکریوں کی قربانی بھی کر سکتا ہے اور اگر قربانی کے دن گذر گئے اور نذر کی قربانی نہیں کی تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

۱۵۔ نذر کی قربانی کا کل گوشت خیرات کرنا واجب ہے نہ خود کھا سکتا ہے نہ کسی سیّد اور مالدار کو دے سکتا ہے۔

۱۶۔ اگر نذر کی قربانی سے خود کھا لیا یا کسی مالدار کو کھلا دیا تو اتنا گوشت خرید کر یا اس کی قیمت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

۱۷۔ یہی حکم وصیت کا ہے کہ اگر کوئی شخص مرتے وقت وصیت کر جائے کہ میرا مال اور ترکہ سے میری طرف سے قربانی کر دی جائے تو یہ قربانی بھی ۱/۳ مال سے واجب ہو جائے گی اور اس کا بھی کل گوشت خیرات کرنا واجب ہو جائے گا۔

۱۸۔ قربانی کے جانور کی قیمت کسی چندے وغیرہ میں دیدینے سے قربانی ساقط نہیں ہوگی البتہ اگر جانور نہ ملنے کیوجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ایام قربانی میں قربانی نہ کر سکا تو ۱۲۔ ذی الحجہ گذر جانے کے بعد جانور کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور فقراء و مساکین پر اس کی قیمت تملیکاً زکوٰۃ کی طرح خرچ کی جائے گی۔

۱۹۔ اگر ایک گھر کے چند آدمیوں پر قربانی واجب تھی اور گھر کے ذمہ دار نے ان کی اجازت سے حسب ضرورت تین اور چار جانور خرید کر لئے اور قربانی کر دیئے مگر علیحدہ علیحدہ نام بنام متعین نہیں کئے تب بھی سب کی طرف سے قربانی درست ہوگئی البتہ اگر ہر ایک کی طرف سے علیحدہ علیحدہ نام بنام جانور خرید کر لیا جائے تو افضل ہے۔

۲۰۔ جس جانور میں ۷ حصے ہوتے ہیں اس میں عقیقہ کے لئے یا ایصالِ ثواب کی قربانی کے لئے حصہ لینا جائز ہے۔

۲۱۔ قربانی صرف مندرجہ ذیل جانوروں کی ہو سکتی ہے۔
بکرا[1]، بکری[2]، بھیڑ[3]، مینڈھا[4]۔ دُنبی[5]۔ دُنبہ[6]، گائے[7]، بیل[8] بھینس[9]۔ بھینسا[10]۔ اونٹ[11] اُونٹنی[12]۔ پہلے چھ جانوروں میں صرف ایک حصہ ہوتا ہے اور آخر کے چھ جانوروں میں سات حصے ہوتے ہیں۔

۲۲۔ قربانی کا وقت بقر عید کی دسویں تاریخ کو صبح صادق سے لے کر بارہ تاریخ کو غروب آفتاب تک تین روز رہتا ہے مگر افضل دسویں تاریخ ہے پھر گیارہویں پھر بارہویں۔

۲۳۔ جس گاؤں میں عید کی نماز نہ ہوتی ہو وہاں دس تاریخ کو صبح صادق کے بعد ہی قربانی ہو سکتی ہے

۲۴۔ اور جن شہروں اور قصبوں میں عید کی نماز ہوتی ہے وہاں عید کی نماز کے بعد قربانی درست ہو

گی اس سے پہلے جائز نہیں۔

۲۵۔ البتہ اگر شہر میں رہنے والے کسی کی طرف سے کسی ایسے گاؤں میں قربانی ہو رہی ہے جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو اس کی طرف سے بھی صبح صادق کے بعد قربانی ہو سکتی ہے۔

۲۶۔ قربانی کے دنوں کی درمیانی دو راتوں میں قربانی کرنا مکروہ ہے چونکہ ذبح صحیح نہ ہونے میں شک ہوتا ہے اگر کسی نے کر لی تو قربانی ہو جائے گی۔

۲۷۔ قربانی کے جانوروں میں بکرا بکری ایک سال گائے بیل دو سال اور اونٹ پانچ سال سے کم کا جائز نہیں ہے۔

۲۸۔ بھیڑ اور دُنبہ اگر چھ مہینہ کا اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر والوں میں شریک کر دیا جائے اور فرق معلوم نہ ہو سکے تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

۲۹۔ جو جانور بالکل اندھا یا کانا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی روشنی تہائی ⅓ یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

۳۰۔ جس جانور کے ایک یا دو پاؤں کٹے ہوئے ہوں یا پاؤں تو ہوں مگر ایک پاؤں چھوٹا ہونے کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے زمین پر نہ رکھا جاتا ہو یا زمین پر رکھ تو لیتا ہو مگر اس سے چل نہ سکتا ہو اور نہ سہارا لے سکتا ہو تو ایسے لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں۔

۳۱۔ البتہ اگر پاؤں ٹیک کر سہارا لیتا ہو اور چلنے میں بھی اس سے مدد ملتی ہو محض معمولی سا لنگ ہو تو پھر قربانی درست ہے۔

۳۲۔ جو جانور اس قدر دُبلا ہو کر اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو تو ایسے بیمار اور کمزور جانور کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔

۳۳۔ جس جانور کے بالکل ہی دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں البتہ اگر کچھ گر گئے ہیں اور زیادہ باقی ہیں تو پھر اس کی قربانی جائز ہے۔

۳۴۔ اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہ ہوں تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے البتہ

اگر چھوٹے چھوٹے ہوں تو پھر جائز ہے۔

۳۵۔ جس جانور کا سینگ جڑ سے ٹوٹ کر گودا باہر نکل آیا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ البتہ اگر پیدائشی نہ ہوں یا صرف اُوپر کا خول اتر گیا ہو تو درست ہے۔

۳۶۔ جس جانور کی دُم، کان، آنکھ وغیرہ کوئی عضو ایک تہائی یا اس سے زیادہ ضائع ہو گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

۳۷۔ عورت اور نابالغ بچہ اگر ذبح کر سکتے ہوں تو ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے۔

۳۸۔ قربانی کی کھال یا گوشت قصائی کو اُجرت میں دینا جائز نہیں ہے۔

۳۹۔ اگر قربانی کے گوشت کی تقسیم سے قبل تمام شرکاء راضی ہو کر سری پائے وغیرہ کسی کو خیرات کر دیں یا ہبہ کر دیں (شرکاء کے علاوہ کسی دوسرے کو ہبہ کریں) تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں کسی نذر شدہ قربانی کا حصہ نہ ہو۔

۴۰۔ اور اگر کسی ایک حصہ دار کی قربانی بھی نذر والی ہو تو پھر کسی فقیر کو دیدینا چاہیئے مالدار کو دینا جائز نہیں۔ اگر دیدیا تو نذر کی قربانی والے پر اپنے حصہ کے بقدر اس کی قیمت خیرات کرنا واجب ہے۔

۴۱۔ ہر قسم کے خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے خواہ اس کے خصیئے نکال دیئے گئے ہوں خواہ کچل کر کمزور کر دیئے گئے ہوں خواہ پیدا ہوتے ہی اُوپر چڑھا دیئے گئے ہوں۔

۴۲۔ ذبح کرتے وقت تکبیر پڑھنا واجب ہے البتہ اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہو اور ذبح کرتے وقت تکبیر کہنا بھول جائے تو ذبیحہ جائز ہے صرف قلبی نیت کافی ہے۔

۴۳۔ اگر ذبح کرنیوالا اہل کتاب ہو تو اس کا ذبیحہ اس وقت تک جائز نہ ہو گا جب تک زبان سے اللہ کا نام لیکر ذبح نہ کرے۔

۴۴۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے جانور کو ذبح کرنا سنّت ہے۔ بلا عذر ترک کرنا مکروہ ہے مگر ذبیحہ صحیح ہو جائے گا۔

۴۵۔ اگر بچہ بیمار یا کمزور آدمی ذبح کرتا ہے اور دوسرا آدمی اس کا ہاتھ پکڑ کر ذبح کرا رہا ہے یا جانور طاقتور ہے اور دو آدمی مل کر چھری چلا رہے ہیں یا ذبح کرنے والا ناواقف ہے اور قصاب چھری پکڑ کر چلوا رہا ہے تو ایسے دونوں آدمیوں کو تکبیر پڑھنا واجب ہے کیونکہ دونوں ذبح کرنیوالے ہیں۔

۴۶۔ ہاتھ پاؤں پکڑنے والے پر تکبیر پڑھنا واجب نہیں ہے اگر پڑھ لیں تو مستحب ہے۔

۴۷۔ جس آدمی پر صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے قربانی واجب ہے وہ اگر کوئی جانور خرید کرے تو اس پر اسی جانور کی قربانی واجب نہیں اس کے ذمہ تو پہلے ہی سے واجب ہے۔ خواہ اس جانور کی قربانی کرلے خواہ دوسرے کی۔

۴۸۔ اسی طرح اس کا ایک جانور اگر گم ہو جائے یا چوری ہو جائے اور یہ دوسرا جانور خرید لے اور اس کے بعد پہلا جانور بھی مل جائے تو اس کے ذمہ ایک ہی قربانی واجب ہے جو جی چاہے قربانی کردے اور اگر چاہے تو ان دونوں کے علاوہ تیسرا بھی کرسکتا ہے۔

۴۹۔ مگر جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے جانور خرید کر لیا چونکہ نفلی کام شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے اس لئے اس شخص پر اسی جانور کی قربانی واجب ہوگی

۵۰۔ یہ شخص اس جانور کے بال، اُون، دودھ وغیرہ کسی چیز سے استفادہ نہیں کرسکتا اگر اپنے استعمال میں لائے گا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

۵۱۔ اگر ایسے شخص کی قربانی کا جانور گم ہو جائے یا چوری چلا جائے جس پر قربانی پہلے سے واجب نہ تھی بلکہ جانور خرید لینے کیوجہ سے واجب ہوگئی تھی اور اس کے بعد وہ باوجود واجب فی الذمہ نہ ہونے کے دوسرا جانور خرید لے تو اب اس پر اس کی بھی قربانی واجب ہوگی اور اس قسم کا آدمی جس قدر جانور خریدتا جائے گا اس کے ذمہ خریداری کی وجہ سے ہر ایک جانور کی قربانی واجب ہوتی جائے گی۔

۵۲۔ اگر ایسے آدمی کا گمشدہ یا چوری شدہ جانور مل جائے تو اس کے اور بعد والے جانور دونوں

کی قربانی واجب ہوگی۔ اس لئے کہ ہر جانور کی خریداری پر بعینہٖ اسی جانور کی قربانی اس پر واجب ہوگئی تھی۔

۵۳۔ قربانی خواہ اپنی طرف سے کرے خواہ کسی عزیز مرحوم کی طرف سے اسکے گوشت کی تقسیم میں مستحب یہ ہے کہ تین حصے کرکے ایک حصہ فقراء کو، ایک رشتہ داروں کو تقسیم کردے اور ایک حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔

۵۴۔ البتہ اگر کسی مرحوم کی طرف سے اس کی وصیت کی بناء پر اسی کے ترکہ سے قربانی کی گئی ہو یا نذر کی قربانی کا گوشت ہو تو پھر تمام گوشت خیرات کرنا واجب ہے۔

۵۵۔ اگر اپنے استعمال کے لئے کوئی چیز اس کھال سے بنوالی اور پھر کبھی اس چیز کو فروخت کیا گیا تو اسکی قیمت کو خیرات کرنا واجب ہوگا خواہ کتنی ہی مدت کے بعد فروخت کی جائے۔

۵۶۔ قربانی کی کھال کو بغیر فروخت کئے اپنے استعمال میں لانا اور بطور ہدیہ کسی مالدار کو دینا بھی جائز ہے۔

۵۷۔ البتہ اگر کسی غنی یا مالدار کو ہدیتہً دی گئی ہے اور وہ مالدار اس کو فروخت کردے تو اسکے ذمہ قیمت کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

۵۸۔ اگر قربانی کی کھال تو صدقہ کرنا چاہیں تو اس کو بھی خیرات کرسکتے ہیں اور فروخت کرکے اس کی قیمت خیرات کرنا واجب ہے۔

۵۹۔ مگر کھال تو مالدار کو ہدیتہً دی جاسکتی ہے لیکن قیمت نہیں دی جاسکتی اس کا صدقہ کرنا واجب ہے جن جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے انکو کھال کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

۶۰۔ اگر کھال کو صدقہ کرنا چاہیں تو اسکے بھی مستحق وہی حضرات ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

۶۱۔ چرم قربانی اگر کسی مدرسہ، انجمن، یتیم خانہ وغیرہ کو کسی کارِ خیر میں دیجائے تو اس میں بھی تملیک واجب ہے بغیر تملیک کے اسکی قیمت کسی صرفہ میں نہیں لائی جاسکتی۔

۶۲۔ قربانی کا گوشت ہدیتہً غیر مسلموں کو دیا جاسکتا ہے۔

۶۳۔ قربانی کا گوشت حصہ داروں میں اندازے سے تقسیم نہ کریں بلکہ تول کر سب حصہ داروں کے حصے برابر برابر الگ کئے جائیں البتہ اگر کسی طرف گوشت کم ہو اور اس طرف سری یا ئے شریک کر دیئے جائیں تو پھر کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ دو حصہ دار ہوں اگر سات ہوں تو ایسا کریں کہ اندازے سے ڈھیری لگا کر چار حصوں پر ایک ایک پایہ رکھدیں ایک پر سری رکھدیں ایک پر کھال رکھدیں۔ ساتویں حصہ میں گوشت نسبتاً زیادہ رکھدیں اگر سب حصہ دار مشترکہ طور پر غربا میں تقسیم کرا دیں تو بھی جائز ہے۔ ایسے ہی اگر کل حصے ایک ہی گھر کے ہوں اور گھر کا ذمہ دار بغیر تقسیم کئے گھر والوں کی اجازت سے کل گوشت بانٹ دے یا خیرات کر دے تو جائز ہے۔

۶۴۔ مستحب یہ ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے قربانی کے جانور کو ذبح کرے، اگر خود ذبح نہ کرے تو کم از کم اس وقت موجود ہی رہے۔ عورت اگر کہیں قریب ہو اس کو بھی قربانی کے وقت جانور ذبح کرتے ہوئے پردہ میں رہ کر دیکھنا مستحب ہے۔

۶۵۔ ذبیحہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جانور کو کھانا پانی دے کر قربان گاہ میں لائیں اور چھری کو علیحدگی میں خوب تیز کرلیں اور جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھیں۔

انی وجہت وجہی للذی فطر السموٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ط ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ط لا شریک لہٗ وبذالک اُمرتُ وانا من المسلمین ط اللّٰھم منک ولک، پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں اللّٰھم تقبل منی کما تقبلتُ من حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم وخلیلک ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اگر قربانی کسی دوسرے کی طرف سے کر رہا ہے تو بجائے منی کے من فلان یعنی جن کی طرف سے کر رہا ہو ان کا نام لے اگر کئی شرکاء ہوں تو ان سب کی نیت کرے یا نام لے۔

۶۶۔ اگر دعا یاد نہ ہو تو صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں اور ذبح کے بعد یہ دعا کریں۔ کہ اے اللہ فلاں فلاں شخص کی طرف سے اس قربانی کو قبول فرمالے یعنی اپنی زبان میں بھی کہہ سکتے ہیں۔

۶۷۔ چھری کو جانور کے سامنے تیز نہ کریں اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کریں اور جانور جب تک بالکل ٹھنڈا نہ ہو جائے اسکی کھال نہ اتاریں۔

۶۸۔ ذبح کرتے وقت اس کا خیال رکھیں کہ جانور کے گلے کی چاروں رگیں کٹ جائیں اگر تین رگیں کٹ گئیں اور ایک رہ گئی تب بھی ذبیحہ صحیح ہو جائے گا اور اگر دو کٹ گئیں اور دو باقی رہ گئیں تو ذبیحہ درست نہ ہوگا۔

۶۹۔ ذبح کرتے وقت اس کا بھی خیال رکھیں کہ جانور کی ٹھوڑی کی طرف نرخرے کی دو تین چوڑیاں چھوڑ کر ذبح کریں بالکل ٹھوڑی کے نیچے ذبح کرنا بہتر نہیں ہے، اگرچہ ایسا کرنے سے ذبیحہ صحیح ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

۷۰۔ کھال جب تک جانور کے بدن پر ہے یا سر اور گردن وغیرہ کھال میں لگی ہوئی ہیں اس کھال کا کسی کو ہبہ کرنا یا فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ جب تک کھال بالکل علیحدہ نہ کرلی جائے اس وقت تک فروخت نہ کریں آجکل جو پرچی کاٹ دیتے ہیں اس سے ہبہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی اس پرچی کو ہبہ نامہ سمجھے گا تو ناجائز ہوگا یہ صرف وعدہ ہو سکتا ہے۔

مسائل نماز عیدالاضحیٰ

۱۔ بقرعید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، عمدہ اور صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ میں سویرے جانا، عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنا، ایک راستہ سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا۔ راستہ میں بلند آواز سے

اَللّٰہُ اَکبر اَللّٰہُ اَکْبَرْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، پڑھتے رہنا اور بقرعید کی نماز صبح سویرے پڑھنا سُنّت ہے۔

۲۔ عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور نماز کے بعد زوال تک کسی قسم کی نفلیں پڑھنا مکروہ ہے البتہ عید کی نماز کے بعد گھر میں نفلیں پڑھ سکتے ہیں اور عید کی نماز سے قبل گھر میں بھی مکروہ ہے۔

۳۔ ۹ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر تک کل تیئیس فرض نمازوں کے بعد ایک مرتبہ بلند آواز سے تکبیر مذکورہ نمبر ا واجب ہے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک، عورت، مسافر اور تنہا نماز پڑھنے والے کے ذمہ بھی تکبیر کہنا واجب ہے اس لئے سب کو چاہیے کہ ان تیئیس فرض نمازوں کے بعد تکبیر کہہ لیا کریں۔

۴۔ عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رُخ ہو کر صفیں سیدھی کر کے پہلے اس طرح نیت کریں۔ نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز واجب عید الاضحیٰ مع چھ واجب تکبیروں کے منہ کعبہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے، پھر امام کی تکبیر کے ساتھ اللّٰہ اکبر کہہ کر نماز شروع کریں پہلے امام کے ساتھ سبحانک اللھم پڑھیں اس کے بعد امام کے ساتھ تین زائد تکبیریں کہیں ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھائیں پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ کھلے چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرأت سنیں اور دوسری نمازوں کی طرح امام کے ساتھ رکعت پوری کریں دُوسری رکعت میں جب امام صاحب قرأت سے فارغ ہو جائیں تو تین زائد تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھوں کو اٹھا کر کھلے چھوڑ دیں اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جائیں باقی نماز امام کے ساتھ پوری کریں۔ نماز کے بعد خطبہ سننا واجب ہے خواہ آواز آئے یا نہ آئے۔ عیدگاہ سے خطبہ ختم ہونے سے پہلے نہ نکلیں۔

۵۔ اگر بارش کی وجہ سے یا تاریخ متعین نہ ہونے کی وجہ سے ۱۰ ذی الحجہ کو نماز نہ پڑھی

گئی ہو تو بقر عید کی نماز ۱۲ تاریخ تک پڑھ سکتے ہیں۔

۶۔ اگر کسی شخص کو نماز نہ ملی ہو یا کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو تو عید کی نماز تنہا نہیں پڑھی جا سکتی۔

۷۔ اگر عید کی نماز شروع ہو چکی تھی اس کے بعد کوئی شخص آکر شریک ہوا ہے اور امام واجب تکبیریں ادا کر چکا ہے تو یہ شخص تکبیر تحریمہ کے بعد پہلے تین واجب تکبیریں کہے اگر امام رکوع میں ہو تو رکوع میں شریک ہو کر واجب تکبیریں بغیر ہاتھ اٹھائے کہہ لے اس کے بعد وقت ملے تو سبحان ربی العظیم پڑھے ورنہ نہ پڑھے اگر اس کی تین واجب تکبیریں پوری ہونے سے پہلے امام رکوع سے اٹھ کھڑا ہوا تو امام کی متابعت کرے اور جو تکبیریں رہ گئی ہیں وہ معاف ہیں۔

۸۔ اگر کسی کی ایک رکعت نماز فوت ہو گئی ہو تو جس وقت امام کے سلام کے بعد وہ اپنی چھوٹی ہوئی رکعت پڑھے تو پہلے قرأت کرے اسکے بعد رکوع سے قبل تین واجب تکبیریں کہے۔